متفرقات

فرمایا بیسویں صدی کی سب سے بڑی دریافت اور اسکا تحفہ ''بھوک'' ہے۔ پیٹ کی بھوک، سر چھپانے کی بھوک، مہینوں کی مسافت اور عمر بھر کے تجربات کو منٹوں اور بعجلت حل کرنے کی بھوک، جنس کی بھوک اور ان سب کے نتیجے میں تمام اخلاقی اقدار پامال ہو کر رہ گئیں۔

فرمایا بیسویں صدی کے استعماری راج نے دنیا کو جہنم کدہ بنا دیا۔ ایسے دکھ دیے اور ان مظالم کی طرح ڈالی، جو اب رہتی دنیا تک ختم نہ ہوگی۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے دور مسعود کا انتظار واستثناء ہے وگرنہ تو اب ہر صدی کی اپنی قیامت برپا ہونے کو ہے۔ بیسویں صدی میں ہی دو عظیم جنگیں لڑی گئیں۔ شمالی افریقہ کے تمام ممالک ان کے مظالم کا شکار ہوئے۔ اٹلی نے لیبیا پر حملہ کیا۔ برطانیہ نے ہندوستان تو ایک طرف مصر کو اپنے قابو میں لے لیا اور ترکوں کو روک دیا کہ وہ طرابلس کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کر سکیں، روس نے برطانیہ کے ساتھ مل کر سازش بنالی کہ ایران اور افغانستان کو تقسیم کر دیا جائے۔ برطانیہ اس تقسیم اور لڑائی پر خوش تھا کہ اسے جنوبی ایران میں تیل کے چشموں پر قبضہ مل جائے گا اور اس کے عوض روس ایران کے شمالی حصوں پر قبضہ کر لے تو برطانیہ مداخلت نہیں کرے گا۔ روس نے ایران کو خون میں نہلا دیا۔ برطانیہ نے یونان کو بھی شہ دی کہ خلافت عثمانیہ کے حصے بخرے کر دو لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے حفاظت فرمائی۔

فرمایا شیخ الرئیس بوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا نے اپنی کتاب ''کتاب الاشارات والتنبیہات'' میں جو مشکل اور پیچیدہ الفاظ، تراکیب اور مسائل بیان کیے ہیں، علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کی تشریح کے لیے مزید ایک کتاب لکھی، جس میں انھوں نے تشریحات کے ساتھ ساتھ جا بجا بوعلی سینا پر جرح بھی کی ہے۔ پڑھنے والوں نے جب اس شرح کو پڑھا تو کہا کہ فخر الدین رازی کی اس شرح کو ''شرح اشارات'' کی بجائے جرح اشارات کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ویسے خواجہ نصیر الدین محمد بن حسن طوسی نے بھی ''حل شکلات'' کے نام سے ''کتاب الاشارات والتنبیہات'' کی خوب شرح کی ہے۔ ایران سے اس کتاب کا قلمی نسخہ، سید محمد عمادی حائری کے مقدمے کے ساتھ خوب چھپا ہے۔ اپنے ذخیرۂ کتب میں یہ موجود ہے۔ فلسفہ کے شراح اگر اس کتاب سے اعتنا کرتے تو یہ کیا ہیرا تھا جس کی پالش ہو جاتی۔

فرمایا ۵۸۲ھ منجمین مصر کے لیے بہت رسوا کن تھا۔ ہُوا یوں کہ علم نجوم کے تمام ماہرین نے دنیا بھر کے زائچے بنائے اور حکم یہ لگایا کہ تمام عالم میں تباہی مچے گی۔ زحل، مریخ، سورج اور چاند ایک ہی برج ''سرطان'' یا ''میزان'' میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کے اجتماع کے نتائج حد درجہ تباہ کن ہوں گے۔ سرخ ریتلی آندھیاں چلیں گی اور مسموم ہوائیں بستیوں کو اجاڑ دیں گی۔

لوگ ان کے جھانسے میں آ گئے، خندقیں کھدیں، اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ کیا گیا اور اتھل

پتھل مچی لیکن وقت مقررہ آیا اور کسی تغیر وتبدل کے بغیر گذر گیا۔ نجومی جھوٹے پڑے اور ان کی مذمت میں شعر کہے گئے۔ ابوالغنائم محمد نے اس دور کے ایک قابلِ ذکر نجومی ابوالفضل پر پھبتی کسی

ؔ قل لأبی الفضل قول معترف
مضی جمادی و جاء نا رجب
وما جرت زعزع کما حکمو
ولا بدا کوکب له ذنب

ترجمہ: ابوالفضل نجومی کو یہ طے شدہ بات بتادو کہ جمادی الاول اور رجب کے، وہ دونوں مہینے گذر گئے، جن میں آپ کی پیشن گوئیوں کے مطابق شدید آندھیاں اور نہایت تیز اور تباہ کن ہوائیں چلنی تھیں مگر ایسے ہوانہیں اور ایک دمدار ستارہ، جس کی آپ نے پیشن گوئی کی تھی، وہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔

پھران جھوٹے نجومیوں کو سمجھایا

ؔ مدبرالامر واحد لیس للسب
سعة في کل حادث سبب
لا المشتری سالم ولا زحل
باق ولازهرة ولا قطب

ترجمہ: دیکھیے پوری کائنات کے کاموں کو بنانے والی ایک ہی ذات (اللہ تعالیٰ کی) ہے اور اس کی طرف نامناسب باتوں کی نسبت کرنا (تحویل بروج ونجوم) درست نہیں ہے۔ یہ تمام ستارے مشتری، زحل، زہرہ اور قطب فانی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

فرمایا یورپ میں سائنس کو جتنی بھی ترقی ملی اور آج اس ترقی کے پھل و پھول سے جو تمام دنیا مستفید ہو رہی ہے اس ترقی کی اصل بنیاد، مسلمانوں کی وہ ترقی، تہذیب اور اصول وضوابط ہیں، جو انھوں نے سپین میں دنیا کو عطا کیے تھے۔ علامہ اقبال مرحوم نے فارسی کے چند اشعار میں اس حقیقت کا انکشاف بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔

حکمت اشیاء فرنگی زادہ نیست　　　اصل او جز لذت ایجاد نیست

چوں عرب اندر اروما پر کشاد　　　علم وحکمت را بنا دیگر نہاد

دانہ آں صحرانشیناں کاشتند　　　حاملش افرنگیاں برداشتند

ترجمہ: دنیا کی کسی چیز میں کیا اثر اور حکمت ہے، فرنگی زادے اس علم سے بے خبر تھے۔ انھوں نے مختلف اشیاء کے باہمی ملاپ سے جو لذت پیدا ہو سکتی ہے (کیمیا) اسے ڈھونڈ نکالا۔ مغربی ممالک جب مسلمانوں نے فتح کیے تو اس علم وحکمت کی بنیاد انھوں نے وہاں ڈالی۔ ان مسلمان صحرانشینوں نے اس جدید سائنس کا بیج وہاں کاشت کیا اور یہ انہی بیجوں کی فصل (سائنس) ہے، جسے اب فرنگی کاٹ کر، جمع کر رہے ہیں۔

فرمایا اونٹ کی خصوصیت کچھ عربوں کے ساتھ ہی نہیں ہندوستان میں بھی یہ برابر معاشرتی زندگی کا حصہ رہے ہیں۔ اکبر بادشاہ نے انھیں چٹھی رسانی کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس کثرت سے اونٹ ہوتے تھے کہ ہندوؤں کے ایک فرقے ''رائباری'' نے اپنے آپ کو اونٹوں ہی کے لیے مخصوص کر لیا تھا، وہ اونٹوں کی صحت، علاج، ادویہ اور غذا کے ماہر تھے۔ دیسی اونٹوں کی ایسی عمدہ تربیت کرتے تھے کہ وہ سفر کے مقصد صحیح طور پر پورے کر دیتے تھے، کم وقت اور سرعت رفتار۔

فرمایا حسن زندگی کے حقائق میں سے ایک ہے۔اس سے لطف اندوز ہونا چاہیے اور اس لطف کی حد بندی کر لینا عقل کی دلیل ہے۔ جو چیز بھی اپنی حدود کو عبور کر جائے وہ باعث زحمت بن جاتی ہے۔شدید سردی پڑ رہی ہو، بادو باراں کا سامنا ہو، یخ بستہ ہوائیں ہوں اور برفباری شروع ہوتے ہی شام کے اندھیرے چھانے لگیں تو ایسے میں گرم لحاف اور بستر کی قدر کس کو نہ ہوگی لیکن اسی لحاف میں روئی مناسب مقدار کی بجائے محض ٹھونس دی جائے تو ایسا بھاری بھر کم لحاف جسم کو تھکا تو دیتا ہے لیکن نیند سے لطف نہیں اٹھانے دیتا۔سو حسن سے تمتع جب حدود میں مقید ہو تو زندگی اپنی بہار دکھاتی ہے۔ پھر یہ بھی مسئلہ ہے کہ حسن کا مورد کیا ہے عمارت ہے، کتاب ہے، کپڑا ہے، چہرہ ہے، دریا ہے، پہاڑوں کا سلسلہ ہے اور یہ بھی تو ہے کہ دیکھنے والا کون ہے؟ دیکھنے والوں کی ایک قسم ہے کہ ٹک دیکھ لیا، دل شاد کیا، خوش وقت ہوئے اور چل نکلے۔ایک قسم ہے جو حسن میں تصرف چاہتی ہے۔ایک قسم ہے جو حسن کو اپنی ملکیت میں دیکھنا چاہتی ہے،خود مالک ہوں تو درست اور قابل فخر اور غیر مالک ہو تو حسد اور اس حسن تک کو زائل کرنے کی مذموم کوشش۔ایسے ہی لوگ ہیں، جن کو دنیا میں حسد اور آخرت میں جہنم کی آگ میں جلنا ہے۔ان کے لیے حسن کو دیکھنا ہی روا نہیں۔

فرمایا دیار اہل اسلام علم سے ایسے اجڑے ہیں کہ اب بسنے کا نام نہیں لیتے۔ جہالت کا ایسا غلبہ ہوا ہے کہ گویا زوال اس کا مقدر نہیں۔علوم شرقیہ کو گھن لگا ہوتا تو بھی کوئی بات تھی اس پُر ثمر شجر کو تو آرے سے کاٹا جا رہا ہے۔نتیجہ یہ کہ تہذیب زوال پذیر ہوگئی

ہے۔مشائخ علم سے ایسے بے بہرہ ہیں کہ ہمارے دور کے اکثر مشائخ نماز تک سنت کے مطابق ادانہیں کرتے اور علماء محض عقل سے فتویٰ دیتے ہیں۔جس کی بات جتنی سمجھ میں آئی اپنی معاشی اومعاشرتی مصلحت دیکھ کراپنی سمجھ کے مطابق مسئلہ بتادیا۔مفتی اردو کے فتاویٰ دیکھ کر کام چلاتے ہیں کیونکہ محنت سے پڑھانہیں اوراب افتاء کا منصب ہاتھ لگ گیا ہےتو جوکمی تعلیم وتربیت میں رہ گئی تھی اسے کیسے پورا کریں۔پڑھنے کی بات ایسی اجنبی ہوگئی ہے کہ جیسے اس مسافرکوکوئی جانتا تک نہیں اسی لیےاہل علم تنہارہ گئےاور جہال کی محفلیں گرم ہوگئیں

ؔ مال ہے نایاب اور گاہک ہیں اکثر بے خبر
شہر میں کھولی ہے حالؔی نے،دکاں سب سے الگ

فرمایا عبادات کی قضا ہے۔نماز کی قضا،روزے کی قضا،حج اور عمرے کی قضاءلیکن جوزندگی غفلت میں گذرجائے کیااس وقت کی بھی قضاءممکن ہے؟